# فیڈرل شریعت کورٹ

(اپیلیٹ اختیار)

روبروئے -

| | |
|---|---|
| جناب جسٹس آفتاب حسین | صدر عدالت |
| جناب جسٹس کریم اللہ درانی | رکن |
| جناب جسٹس چوہدری محمد صدیق | رکن |
| جناب جسٹس ظہور الحق | رکن |
| جناب جسٹس پیر محمد کرم شاہ | رکن |
| جناب جسٹس محمد تقی عثمانی | رکن |
| جناب جسٹس ملک غلام علی | رکن |

فوجداری/جیل اپیل نمبر 20/ الف 1981ء

اقبال حسین ———— اپیلانٹ

بنام

سرکار ———— مسول الیہ

برائے اپیلانٹ ———— اصغرحسین شاہ سبزواری ایڈوکیٹ ( بہ خرچ مملکت )

برائے مسول الیہ ———— حافظ ایس - اے رحمان ایڈوکیٹ

تاریخ سماعت ———— 13 جون 1981ء

تاریخ انفصال ———— 13 جون 1981ء

فیصلہ -

کریم اللہ درانی- رکن - یہ اپیل سردار غلام فرید صاحب ایڈیشنل سیشن جج ...... سرگودھا کے فیصلہ مصدرہ بتاریخ 81-1-27 کے خلاف دائر کیگئی ہے جسکی رو سے اپیل کنندہ اقبال حسین ولد امام شاہ قوم سید عمر 28 سال پیشہ مزدوری سکنہ موضع ڈھنگانا ، تحصیل و ضلع میانوالی کو جرم زنا ( نفاذ حدود ) آرڈیننس ( نمبر7 سال 1979ء ) کی دفعات نمبر16 و نمبر(3)10 کے تحت مجرم گردانتے ہوئے اول الزکر دفعہ کے تحت چار سال قید بامشقت ، چار تازیانے اور -/500 پانچصد روپیہ جرمانہ یا بصورت عدم ادائیگی جرمانہ مزید چار ماہ کی قید سخت کاٹنے اور موخرالذکر جرم کے عوض دس سال قید سخت اور دس کوڑے مارے جانے کی سزا دی گئی - اس مقدمہ میں اپیلانٹ مزکورہ صدر کے علاوہ پانچ دیگر افراد مسمیان (1) قربان شاہ (2) جعفر حسین شاہ (3) ریاض حسین شاہ (4) عاشق حسین شاہ اور (5) مسمات حیاتاں دختر گل شیر بھی ماخوذ تھے - جنھیں فاضل عدالت ماتحت نے شک سے مبّرا ثبوت جرم مہیا نہ ہونے کے باعث بری فرما دیا - یہ اپیل سزا یاب ملزم نے سپرینٹنڈنٹ جیل میانوالی کے توسط سے دائر کی ہے - اسکی سماعت کیلئے اس عدالت نے جناب اصغر حسین شاہ صاحب سبزواری ایڈوکیٹ کو اپیلانٹ کی وکالت کیلئے حکومت کے خرچ پر مقرر کیا جبکہ جناب ایس اے رحمان ایڈوکیٹ نے حکومت کی وکالت کے فرائض انجام دیئے -

2 - اپیلانٹ کے خلاف الزامات کی تفصیل ابتدائی اطلاعی رپورٹ کی رو سے جو پولیس تھانہ مٹھا ٹوانہ میں غوث محمد پسر وریام سکنہ مٹھا ٹوانہ نے 79-4-10 کو بوقت $10\frac{1}{2}$ بجے صبح درج کروائی گئی یہ ہے کہ اطلاع دھندہ مزکور کا بھائی مسمی دوسو قریباً تیرہ برس قبل از اطلاع وفات پا چکا تھا - جسکی ایک چودہ سالہ لڑکی مسمات مریم مستغیث کی کفالت میں پرورش پا رہی تھی بری شدہ ملزمہ مسمات حیاتاں کا جو بیوگی کی وجہ سے اپنے بھائیوں مسمیان شماں اور حامد کے گھر میں اسی موضع میں رہ رہی ہے - مستغیث کے گھر میں آنا جانا تھا - اندراج رپورٹ سے $4\frac{1}{2}$ ماہ قبل ایک روز مستغیث اپنے کام کے لئے گاؤں سے باھر گیا ہوا تھا - وہ جب گھر لوٹا تو مریم مزکورہ کو گھر میں موجود نہ پایا تلاش پر معلوم ہوا کہ مسمات حیاتاں اس روز

عصر کے وقت مسمات مریم کو بھلا پھسلا کر اپنے ہمراہ اپنے گھر لے گئی تھی جہاں دیگر بری شدہ ملزمان بشمول اپیلانٹ موجود تھے - جنکے ساتھ مسمات حیاتاں نے مریم کو کہیں بھجوا دیا ھے - اس اطلاع کے بعد حیاتاں مزکورہ بھی اپنے گھر سے غائب پائی گئی - مسمات مریم (جسے بعد میں مغویہ کہا جائیگا ) کو افراد مزکورہ صدر کے ہمراہ جاتے ہوئے مسمیان میاں محمد ولد احمد یار ( جسے بطور گواہ استغاثہ پیش نہیں کیا گیا ) اور فتح محمد ولد صالح محمد گواہ استغاثہ نمبر 7 نے دیکھا - ( گواہ استغاثہ آئندہ گ - ا کی علامت سے ظاھر کئے جائیں گے -) مستغیث کا بیان ھے کہ وہ ملزمان اور مغویہ کی تلاش میں ڈھنگانا وغیرہ ضلع میانوالی میں پھرتا رہا اور آخرکار عابد حسین شاہ (جوملزم نہیں ھے ) کے پاس جا کر منت سماجت کی کہ وہ ملزمان سے اسکی بھتیجی کو واپس کروا دے - اس شخص نے جعفر حسین اور ریاض حسین ملزمان کو بلوایا جنہوں نے مغویہ کے واپس کردینے کا وعدہ کیا - جو ایفا نہ کیا گیا اور بلاآخر مغویہ کی واپسی سے مایوس ہو کر مستغیث نے تھانہ میں ارتکاب جرم کی اطلاع دی -

3 - متعلقہ پولیس نے اس رپورٹ پر مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کی اور گ - ا - 9 امان اللہ سب انسپکٹر جو خوشاب کے تھانیدار ( ایس - ایچ - او) تھے - نے 79-12-10 کی شب کو مغویہ کو جھاوریاں میں واقع آبادی سے دور افتادہ ایک مکان سے اپیلانٹ کے پاس سے برآمد کیا - اور اپیلانٹ کی گرفتاری عمل میں لائی - جسکے بعد مغویہ کو لیڈی ڈاکٹر شمیم زیدی گ - ا - (1) اور ملزم اپیلانٹ کو ڈاکٹر غلام حیدر شاہ گ - ا -(2) کے پاس طبی معائنہ کے لئے بھجوایا گیا- مغویہ 79-12-11 کو طبی معائنہ میں چھ ماہ سے حاملہ پائی گئی - اور ملزم اپیلانٹ صحیح سالم مرد اور مباشرت کے اھل پایا گیا -

4 - بدوران مقدمہ ملزمان کے خلاف استغاثہ نے گیارہ گواہ پیش کئے- جن میں گ - ا - 1 ، 2 نے ماھرین طب کی حثیت میں اپنی رائے دی- جو مختصراً اوپر بیان ہو چکی ھے - گ - ا - 3 محمدحسین میونسپل کمیٹی

----- مٹھاٹوانہ

مٹھا ٹوانہ کا آفس کلرک ہے جس نے دستاویز ایگزیبٹ پی سی پیش کی - جسکی رو سے مغویہ کی پیدائش کی تاریخ 1964-12-30 ہے - مگر رجسٹر پیدائش میں نوزائیدہ کی ولدیت کے خانہ میں ایک اندراج مٹایا جا کر لڑکی کے باپ کا نام اوپر درج کیا جانا مشاہدہ میں آیا - اسلئے فاضل عدالت ماتحت نے اسپر انحصار نہیں فرمایا - عینی شاہدوں کے طور پر مغویہ بزاتہ بطور گ-ا- 6 اور فتح محمد گ - ا - 7 پیش کئے گئے - غوث محمد مستغیث بطور گ-ا - 8 پیش ہوا - اور اسنے اپنی دی ہوئی ابتدائی اطلاع ثابت کی - گ ا - 4 محمدیاسین اے ایس آئی اور گ - ا- نمبر10 فقیر محمد اے ایس آئی نے بری شدہ ملزمان کی گرفتاری عمل میں لائی تھی - جس کا اپیلانٹ سے تعلق نہیں ہے - احمد خان ہیڈکنسٹیبل گ-ا-5 نے ابتدائی رپورٹ درج کی تھی - امان اللہ خان ایس آئی گ-ا - 9 نے تفتیش مقدمہ کی - جبکہ گ-ا- 11 چوہدری محمد اسلم مجسٹریٹ درجہ اول جوہر آباد نے مغویہ کی برآمدگی کے بعد اسکا بیان زیر دفعہ 164 مجموعہ ضابطہ فوجداری قلمبند کیا تھا -

5 - ان سب گواہوں میں سب سے اہم شہادت مغویہ کی ہے- اسنے ملزمان کو جو حاضر عدالت تھے شناخت کرنے کے بعد بیان کیا کہ بروز وقوعہ وہ اپنے چچا ( مستغیث ) کے مکان کے صحن میں تھی جب مسمات حیاتاں نے آ کر اسے کسی ڈیرہ میں گندم سنبھالنے میں مدد دینے کے لئے جانے کو کہا اور جب وہ اسکی معیت میں تقریباً چار ایکڑ کا فاصلہ طے کر چکی تو سڑک پر پانچوں مرد ملزمان بشمول اپیلانٹ ملے - جن سے حیات بی بی نے کہا کہ وہ اسے یعنی مغویہ کو سنبھال لیں اور اسکا انعام اسے دے دیں - جسپر اپیلانٹ نے حیاتاں کو کچھ رقم دی - اور وہ اپنے گھر کی طرف چل دی-مغویہ نے بھی اسکے ساتھ جانا چاہا - مگر اپیلانٹ نے پستول کا رخ مغویہ کی طرف کر کے اسے دھمکی دی جس سے دہشت میں آ کر وہ خاموش ہو گئی - تھوڑی دیر کے بعد ایک بس وہاں آ کر رکی

اور ----

اور ملزمان نے مغویہ کو بزور اسمیں سوار کرا دیا ۔ اور خود بھی اسمیں سوار ہو گئے ۔ وہ بیان کرتی ہے کہ اسوقت اسنے فتح محمد گ۔ا۔ 9 اور میاں محمدکو دیکھا مگر خوف کی وجہ سے شور و غوغا نہ کر سکی ۔ مغویہ نے مزید بیان کیا کہ ملزمان اسے بس کے ذریعہ ادھی کوٹ لائے اور اسکے بعد ایک ویگن میں سرگودھا لے گئے ۔ ویگن میں صرف اقبال شاہ اپیلانٹ اور اسکا بھائی قربان شاہ بری شدہ ملزم اسکے ساتھ تھے باقی ملزمان ادھی کوٹ میں رہ گئے ۔ ان دو ملزمان نے سرگودھا میں ایک کوارٹر کا بندوبست کیا ۔ جسمیں ایک رات گزاری ۔ اس جگہ اول اپیلانٹ نے مغویہ کے ساتھ بالجبر زنا کیا ۔ اور اسکے بعد جب وہ سودا لینے کے لئے بازار گیا تو قربان شاہ نے بھی اسکے ساتھ یہی فعل جبراً کیا ۔ دوسرے روز نماز فجر سے پہلے ھی مزکورہ ملزمان نے مغویہ کو ایک اور بس پر سوار ہونے پر مجبور کیا جس سے وہ شام کو ملتان پہنچے جہاں وہ مغویہ کو ریلوے سٹیشن لے گئے اور وہاں سے ٹرین کے ذریعہ روہڑی سکھر پہنچے۔ وہاں ملزمان نے ایک اور کوارٹر کا انتظام کیا اور چار ماہ تک مغویہ کو وہاں رکھا اور اس دوران میں دونوں ملزمان ایک دوسرے کی غیرحاضری میں مغویہ سے زنا بالجبر کا ارتکاب کرتے رہے ۔ اسکے بعد دونوں ملزمان مغویہ کو جھاوریاں لائے جہاں اسے مزید دو مہینے رکھا اور وہاں بھی دونوں یکے بعد دیگرے اسکے ساتھ اسی فعل بد کا ارتکاب کرتے رہے ۔ جسکے بعد پولیس نے اس کوارٹر پر چھاپہ مارا اور مغویہ کو وہاں سے برآمد کر کے مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیا ۔ جس کے پاس اسنے اپنا بیان قلمبند کروایا۔ اسکے بعد اسے طبی معائنہ کے لئے بھیجا گیا ۔ مغویہ نے بیان کیا کہ وہ کنواری تھی ۔ اگرچہ اسکا نکاح اسکے چچا کے لڑکے مسمی غلام عباس سے پڑھوایا جا چکا تھا ۔ مگر رخصتی تب تک عمل میں نہ آئی تھی ۔ اور جب وہ ملزمان سے برآمد کی گئی تو حاملہ تھی ۔ جرح کے دوران

---- میں

میں جب مغویہ کے مجسٹریٹ گ ا-11 کے سامنے قلمبند ہونے والے پہلے
بیان کا اس بیان سے مقابلہ کیا گیا تو اپیلانٹ کے علاوہ دوسرے چار مرد
ملزمان کا نام اس بیان میں لیا جانا نہ پایا گیا - اسی طرح حیاتاں کا
ملزمان سے کہنا کہ وہ مغویہ کو سنبھال لیں اور اپیلانٹ سے اسکا رقم کا
وصول کرنا بھی اس پہلے بیان میں مزکور نہ تھا - اقبال اپیلانٹ کے پستول
دکھانے کا بھی اسمیں ذکر نہیں تھا - اسی طرح ادھی کوٹ جانے کے لئے بس
میں سوار ہوتے وقت فتح محمد اور میاں محمد کا وہاں موجود ہونا بھی
اسمیں درج نہ تھا - مزید برآں اقبال اپیلانٹ کا سرگودھا میں کوارٹر
حاصل کر کے زنا بالجبر کا اس سے ارتکاب کرنا بھی اس بیان میں موجود نہ
تھا - نیز قربان ملزم کا ارتکاب زنا بالجبر یا مغویہ کا وقوعہ سے پہلے
غلام عباس سے نکاح ہونے کا ذکر بھی نہ تھا - مغویہ نے مزید کہا کہ اسکے
اپنے موضع سے ادھی کوٹ جانے والی بس میں ڈرائیور اور کنڈیکٹر اور ملزمان
کے علاوہ اور کوئی سوار نہ تھا - اور یہ کہ ڈرائیور وغیرہ کو وہ اپنے اغوا
کے متعلق اسلئے بتا نہ سکی کہ اپیلانٹ نے پستول تانا ہوا تھا - اور یہ کہ
جب نہ بس ادھی کوٹ سے قبل ایک اڈہ پر رکی تو وہاں صرف ایک ویگن
کھڑی تھی - اور کوئی موجود نہ تھا - اور نہ کوئی دوکان تھی - اسی
طرح سرگودھا جانے والی ویگن میں بھی ڈرائیور اور کنڈیکٹر کے علاوہ اورکوئی
سواری نہ تھی - اور ان دونوں کو بھی ملزم کے خوف سے وہ کچھ بتلا
نہ سکی - مغویہ عدالت کو یہ بھی نہ بتا سکی کہ ویگن سرگودھا میں کس مقام
پر رکی - اسکے کہنے کے مطابق سرگودھا میں جس کوارٹر میں وہ رکھی گئی -
اسکے گرد و نواح میں مکانات تھے - مگر وہ سب زیر تعمیر تھے - اسلئے آباد
نہ تھے - نیز وہاں سے بس میں سوار ہونے کے لئے جاتے وقت راستے میں بھی
انھیں کوئی نہ ملا - اور بس میں وہ اگرچہ لاری کے اڈہ سے سوار ہوئے - مگر
وہاں بغیر ایک ویگن اور چند تانگوں کے کوئی شخص نہیں تھا - اسپرمستزاد
یہ کہ سرگودھا سے جانے والی بس میں بھی کوئی مسافر سوار نہ تھا -

اور ----

اور اسی بس کا ملزم نے پہلے سے انتظام کر رکھا تھا - اور سرگودھا سے ملتان تک اسمیں کسی مسافر کو سوار نہیں ہونے دیا گیا - اور نہ سارے راستے میں یہ بس کہیں رکی - البتہ مغویہ یہ تسلیم کرتی ہے - کہ ملتان کے اسٹیشن پر - اسٹیشن تک کے راستے میں اور ٹرین کے ڈبہ میں چند افراد موجود تھے - مگر چونکہ ملزم نے اسے دھمکی دے رکھی تھی اسلئے جان کے خوف سے اسنے ان کو کچھ نہیں بتایا - اور یہ کہ سکھر والا مکان بھی کسی محلہ میں نہ تھا - اور تنہا واقع تھا - اسلئے وہاں بھی کسی کو وہ اپنی ابتلاً سے خبر نہ کر سکی - البتہ جھاوریاں کو واپسی پر اسے چند افراد ملے - مگر چونکہ وہ اس خیال میں تھی - کہ اسے اس کے چچا کے ہاں واپس لے جایا جا رہا ہے - اسنے کسی سے کچھ نہ کہا - مزید جرح پر ظاہر ہوا کہ دوسری کئی اہم تفصیلات جو عدالت میں مغویہ نے بیان کیں اسنے مجسٹریٹ صاحب کے سامنے بیان نہیں کی تھیں - جسمیں اغوا کے وقت ملزمان کا سڑک پر ملنا بھی شامل ہے - اسکے برعکس پہلے بیان میں یہ پایا گیا کہ نہر پر اسنے اپیلانٹ اور اسکے بھائی قربان کو موجود پایا - اس طرح پہلے ادھی کوٹ لے جایا جانا بھی اسمیں ذکر نہ تھا - مغویہ کے اظہار کے اس اقتباس اور تقابل سے وہ تضاد واضح ہو جاتا ہے - جو اسکے دو مختلف اوقات میں دئے گئے بیانات کے درمیان موجود ہے - اس سے یہ بخوبی ظاہر ہے کہ برآمدگی کے فوراً بعد مجسٹریٹ صاحب کے سامنے دیئے گئے بیان میں وہ حشو و زوائد نہیں ہیں - جو عدالت کے سامنے دوران مقدمہ اسنے بڑھا دیئے - اور جنکی وجہ جاننے کے لئے کسی زیادہ غور و تامل کی ضرورت نہیں ہوتی - ظاہر ہے - کہ ان دونوں بیانات کا درمیانی وقفہ مغویہ کو سوچ بچار کا خاصہ موقعہ فراہم کرسکتا ہے - جس میں وہ جملہ ملزمان کو ارتکاب جرم میں ملوث کرنے کے لئے اور استغاثہ کی کہانی کو زیادہ موثر بنانے کے لئے اپنی داستان کو زیب و زینت دینے میں کوشاں ہوئی ہے - اور یہی وجہ تھی - کہ فاضل عدالت ماتحت نے

--- اپیلانٹ

اپیلانٹ کے ماسوا دوسرے ملزمان کے بارے میں مغویہ کے بیان کی صحت کو تسلیم نہیں کیا۔ اسلئے اپیلانٹ کے بارے میں بھی اس بیان پر جو اپیلانٹ کا جرم سے تعلق قائم کرنے کی واحد بنیادی شہادت ہے - انحصار کرنے میں نہایت احتیاط اور چھان بین کی ضرورت ہو گی - یہ بیان بادی النظر میں ہی وہ قدر و قیمت کھو دیتا ہے - جو ایک مظلومہ کے بیان کو زنا بالجبر کے مقدمہ میں عام حالات میں حاصل ہوتی ہے -

6 - جہاں تک آرڈیننس نمبر7 -1979ع کی دفعہ نمبر16 کے تحت ہونے والے [illegible] جرم کا تعلق ہے - مغویہ کے بیان کو گواہ نمبر 7 فتح خان کے بیان سے تقویت دینے کی کوشش کی گئی ہے - جبکہ دوسرے مبینہ چشمدید گواہ میاں محمد کا صرف ابتدائی رپورٹ میں تذکرہ کردینے پر ہی اکتفا کیا گیا ہے - فتح خان کے بیان کے بموجب اسنے ملزمان کو مغویہ کو زبردستی بس پر سوار کراتے دیکھا - اور یہ کہ اسنے مغویہ کے چچا غوث محمد گ - ا - (8) کو یہ واقعہ بتایا - حیرت اس امر پر ہے - کہ اس گواہ نے اس زبردستی کا مشاہدہ کرنے کے باوجود اسکے سدباب کی کوئی سعی نہیں کی - اگر وہ عملاً اسے روک نہیں سکتا تھا - تو کم سے کم شور و واویلا کر کے اوروں کو تو اسطرف متوجہ کر سکتا تھا - جبکہ وہ خود تسلیم کرتا ہے کہ وہاں پر اور مکانات بھی تھے - اورچونگی کا عملہ بھی قریب ہی موجود تھا - یہ گواہ اسوقت میاں محمد کی موجودگی کا ذکر نہیں کرتا - عدالت میں وہ حیات بی بی کی موقعہ پر موجودگی اور اپیلانٹ وغیرہ کا مغویہ کا زبردستی بس میں سوار کرانا اور حیات بی بی کا واپس اپنے گھر کو جانا بیان کرتا ہے - مگر پہلے بیان ایگزیبٹ ڈی ڈی میں وہ ان باتوں کا ذکر نہیں کرتا - یہ گواہ تسلیم کرتا ہے کہ وہ ملزمان کی ولدیت یا جائے سکونت سے آشنا نہیں تھا - اور پولیس کے سامنے اسنے یہ تفصیلات بیان نہیں کیں - مگر مصر ہے کہ اسے ملزمان کے نام معلوم تھے - اور انہیں جانتا تھا اور اسے اُنکا حیات بی بی کے ہاں آنا جانا بھی معلوم تھا - مگر یہی گواہ عدالت میں ملزمان کو فرداً فرداً ان کے ناموں سے پہچاننے سے قاصر رہا - وہ یہ بھی تسلیم کرتا ہے کہ زیر بحث اغوا کا واقعہ

--- مشاہدہ

مشاھدہ کرنے کے باوجود اسنے پولیس کو اسکی اطلاع نہیں دی ۔ اس گواہ کے عدالتی بیان میں اسکے پہلے بیان پر چڑھائے گئے ۔۔ مزکورہ ۔ حاشیہ اور اضافہ اس گواہ کی صداقت کو انتہائی مشکوک بنا دیتےھیں۔ اور ان حالات میں اپیلانٹ کے مغویہ کو لے جانے یا ورغلانے کی کوئی شہادت ماسوائے بیان مغویہ باقی نہیں رہتی ۔ جہاں تک مغویہ کی اپنی شہادت کا تعلق ھے ۔ اسمیں اکثر ایسی لاطائل باتیں کی گئی ھیں ۔ جنکے ماننے سے عقل سلیم انکار کرتی ھے ۔ ایک آدھ مقام پر یا ایک گاڑی میں دوسرے افراد کا نہ ھونا تو سمجھ میں آ سکتا ھے ۔ مگر یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ اسکے مبینہ اغوا کی ابتدا سے لیکر ملتان میں ٹرین میں سوار ھونے تک اسے کہیں بھی کوئی ایک ذی نفس نہیں ملا ۔ اور نہ صرف ویگنیں اور بسیں ھی صرف اسے اور ملزمان کو لئے دوڑتی پھرتی رھیں ۔ بلکہ لاریوں کے اڈے اور جھاوریاں، سرگودھا اور سکھر وغیرہ کے تمام ٹھکانے تک ، جہاں اسکی رہائش رہی نوع انسانی سے اسقدر خالی تھے ۔ کہ وہ کسی سے اپنا دکھ بیان نہ کرسکی ۔ اور پھر وہ خود تسلیم کرتی ھے ۔ کہ ریلوے اسٹیشن پر اورٹرین میں دوسرے ھم سفر موجود تھے وھاں بھی اسکا کسی پر اپنے اغوا کئے جانے کا انکشاف نہ کرنا صرف اس امر کی طرف اشارہ کرتے ھیں کہ یہ سفر اغوا کا نہ تھا ۔ بلکہ اس میں نام نہاد مغویہ کی منشأ و رضامندی شامل تھی ۔ اوراسطرح اپیلانٹ کو دفعہ 16 آرڈیننس نمبر7 کے تحت جرم کا مرتکب قرار دینے کی کوئی بنیاد مہیا نہیں ھوئی اور اس جرم کی سزا کا کوئی جواز نہیں رھتا ۔

7 ۔ اب جہاں تک جرم زنا بالجبر کا تعلق ھے۔ اسکی شہادت مقدم الذکر جرم کے الزام میں مہیا شہادت سے ذرا بلند ھے کیونکہ اس بارے میں مغویہ کے بیان کو تقویت متعدد خارجی شواھد سے ملتی ھے ۔ جسمیں سرفہرست اسکا جھاوریاں میں ملزم اپیلانٹ کی تحویل میں سے برآمد ھوناھے ۔

---اور

اور صفائی کوئی ایسی معقول وجہ سامنے نہیں لا سکی کہ اس بارے میں گرفتار کرنے والے افسر ۔ گ ۔ ا ۔ 9 کے بیان پر یقین نہ کیا جائے ۔ اسپر مستزاد برآمدگی کے وقت مغویہ کا حالت حمل میں پایا جانا ھے ۔ جو طبی معائنہ کے نتیجہ میں حاصل ماھرانہ رائے میں چھ ماہ کا دوران رکھتا تھا ۔ اب مغویہ کے بیان کے مطابق وہ چار ماہ سکھر میں اور دو ماہ جھاوریاں میں اپیلانٹ کے ساتھ گزار چکی تھی ۔ اور اسطرح برآمدگی سے چھ ماہ پہلے اپیلانٹ کی بد فعلی کے نتیجہ میں حمل قرار پانا جانا خارج از امکان نہیں رھتا ۔ فاضل وکیل صفائی نے نہایت شدت سے یہ امر واضح کرنے کی کوشش کی ھے ۔ کہ مستغیث نے 79-11-10 کو ابتدائی اطلاعی رپورٹ درج کرائی جسمیں اغوا تاریخ اندراج رپورٹ سے ساڑھے چار ماہ پہلے واقع ھونا بیان کیا ۔ اور اسطرح مغویہ کے طبی معائنہ تک جو 79-12-11 کو ھوا چھ ماہ کی مدت پوری نہیں ھوتی ۔ لھذا بقول انکے اپیلانٹ کا اس حمل سے کوئی تعلق قائم نہیں ھوتا یہ مفروضہ اسلئے حقیقت سے بعید ھو جاتا ھے ۔ کہ مغویہ کی اپنے چچا کے گھر سے گم شدگی اواخر جولائی یا ابتدائے اگست 1979ع سے شروع ھوتی ھے ۔ اسوقت سے [illegible] تک کی درمیانی مدت تقریباً چھ ماہ ھی کی ھے ۔ اور اگر اس مدت میں چند دن کی کمی ھے ۔ تو یہ ایک مسلمہ اصول ھے کہ کسی ماھر فن کی رائے سے ان امور میں عرصہ اور دورانیہ کا تعین ایک دو ہفتوں کی کمی یا بیشی کا متحمل ھو سکتا ھے ۔ اور ایسے اندازوں میں اس ذرا سے فرق سے استنباط نتائج میں کوئی فرق نہیں پڑتا ۔ اسطرح ان دو واقعاتی شھادتوں سے یعنی مغویہ کی اپیلانٹ کے قبضہ و تحویل سے برآمدگی اور برآمدگی پر اسکا حالت حمل میں ھونا فاضل وکیل صفائی کے اس استدلال کا استردار ھو جاتا ھے ۔ جو مغویہ کی تضادبیانی کی وجہ سے انھیں اس طور پر حاصل تھا ۔ کہ اسنے اپنے بیان میں ایسے اضافے کئے ھیں ۔ جو اسکی صحت کو مشکوک بنا رھے ھیں ۔ فاضل وکیل دفاع نے ان شواھد کو مغویہ کے بیان کی تائید میں نہ لئے جانے پر اصرار کرتے ھوئے " عمرا بنام سرکار " جو پی ایل ڈی 1978ع لاھور کے صفحہ 320 پر شائع ھوا ھے کا سہارا لیا ھے ۔ مگر یہ مقدمہ اس فیصلہ کے لئے نظیر اس بنا پر نہیں ھو سکتا ۔ کہ اُس مقدمہ میں اگرچہ مغویہ برآمدگی کے وقت ملزم کی معیت میں پائی گئی تھی ۔ مگر طبی معائنہ سے یہ ثابت نہ ھوا تھا کہ اُس مقدمہ کی مغویہ سے بدفعلی ھوئی ھے ۔ اس لئے محض برآمدگی کی واقعاتی شھادت کو اغوا کے جرم کے اثبات میں لاھور ھائی کورٹ کے فاضل جج صاحب نے ممد قرار نہیں دیا ۔

---- مگر

مگر یہاں صورت حال اس سے مختلف ھے مسمات مریم کے متعلق تو طبی شہادت اسے چھ ماہ سے حاملہ قرار دیتی ھے اسلئے پیش کردہ فیصلہ واقعات زیر بحث سے سرا سر مختلف نوعیت کے واقعات پر مبنی ھے اور ملزم اپیلانٹ کے دفاع میں کوئی معاونت نہیں کرتا۔ اس امر کا ذکر یہاں دلچسپی سے خالی نہ ھو گا ۔ کہ زیر نظر مقدمہ میں ھم نے بھی مغویہ کی ملزم کے پاس سے برآمدگی کو جرم ورغلا کر لے جانے کی اعانتی شہادت کے طور پر تسلیم نہیں کیا اور اس جرم سے اپیلانٹ کو بری الذمہ قرار دیا ھے ۔ مغویہ کے بیان کا ان واقعاتی شواھد کی روشنی میں مطالعہ کرنے سے یہ امر بین ھو جاتا ھے ۔ اور اسمیں کسی قسم کی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رھتی کہ اپیلانٹ نے مغویہ کے اپنے پاس قیام کے دوران میں اس سے زنا کا ارتکاب کیا ھے ۔ خاص طور پر ان حالات میں جبکہ مغویہ کے گھر سے فرار اور اسکی اپیلانٹ سے برآمدگی کے درمیانی عرصہ میں اپیلانٹ کے علاوہ کسی اور شخص کو اس لڑکی سے وہ قرب حاصل ھونے کی کوئی حتمی شہادت موجود نہیں ھے ۔ جو حمل ٹھہرانے کا موقعہ فراھم کرے ۔ اسلئے یہ باور کرنے کا مکمل جواز موجود ھے ۔ کہ مغویہ کا حمل اپیلانٹ ھی کی بد فعلی کے نتیجہ میں ظہور بزیر ھوا ھے ۔ اب سوال یہ پیدا ھوتا ھے ۔ کہ جبکہ واقعات مقدمہ کی روشنی میں ھم نے یہ قرار دیا ھے کہ یہ واقعہ ورغلا کر لے جانے کا نہیں تھا ۔ بلکہ مٹھا ٹوانہ سے اس نقل مکانی میں مسمات مریم کے اپنے ارادہ و منشأ کا بھی دخل تھا ۔ تو کیا اس دوران میں مغویہ سے ھونے والی مباشرت میں اپیلانٹ کی جانب سے جبر کا عنصر شامل تھا؟ ۔

8 ۔ اسکے تعین اور جرم اغوا کے اثبات کی سعی میں استغاثہ نے مغویہ کو نابالغہ ثابت کرنے کی کوشش اسکے سرٹیفکیٹ پیدائش ایگزیبٹ پی سی کے ، ادخال شہادت اور محمدحسین گ ۔ ا ۔ (3) کے بیان سے کی ھے ۔ مگر جیسے اوپر تصریح ھو چکی ھے ۔ رجسٹر پیدائش کے اندراج میں ردو بدل نے اس شہادت کا اعتبار کھو دیا ھے ۔ اسلئے اس ضمن میں قابل انحصار شہادت لیڈی ڈاکٹر شیمم برلاس گ ۔ ا ۔ (1) ھی کی رہ جاتی ھے ۔ جھنوں نے مغویہ کے جسمانی ملاحظہ سے اسکی عمر 20 سال کی ھونے کا اندازہ لگایا ۔

یہ -----

یہ اندازہ بلوغت کی عمر یعنی سولہ سال سے اتنا زیادہ ھے - کہ اسکی صحت پر ایک آدھ برس کی اِدھر یا اُدھر گنجائش تصور کرنے پر بھی مسمات مریم ھر صورت میں بالغہ قرار پاتی ھے - اور اپیلانٹ کو دفعہ نمبر 16 کے تحت مجرم قرار نہ دینے میں ھمارے سامنے یہ ایک بنیاد بھی تھی - ورنہ نابالغہ کی مرضی و منشاً ایسے واقعات میں قانون کی نگاہ میں نہ ہونے کے مساوی ہوتی ھے - لیکن اس امر کے باوجود کہ مسمات مریم اپنی مرضی سے اپنے چچا کا گھر چھوڑ کر اپیلانٹ کے ساتھ گئی یا جیسے اصطلاحاً کہا جاتا ھے اسکے پیچھے نکل کھڑی ہوئی یہ کہیں سے بھی ظاھر نہیں ہوتا کہ اسکے ساتھ مباشرت بھی اسکی طرف سے خود سپردگی کا نتیجہ تھی - بسا اوقات لڑکیاں مرد سے شادی کی توقع میں اسکے پیچھے بھاگ جاتی ھیں - اور اسکے باوجود اس کی نکاح کے بغیر عطاً بیوی بن جانے کی روا دار نہیں ہوتیں - اسلئے ھر ایسے واقعہ میں جہاں لڑکی اپنی مرضی سے جنس مخالف کے ساتھ نکل کھڑی ہو لڑکی کی طرف سے زنا بالرضا کا تصور نہیں کیا جا سکتا - الا یہ کہ اس امر کی واضح شہادت موجود ہو - چونکہ ایسی شہادت مریم کے متعلق میسر نہیں ھے اور اسکے برعکس وہ اپنے ھر بیان میں اسپر اصرار کرتی ھے - کہ اس کے ساتھ اپیلانٹ نے اسکی مرضی کے خلاف مباشرت کی اسلئے اپیلانٹ بہر کیف جرم زنا بالجبر کا مرتکب ہوا ھے - اور فاضل عدالت ماتحت کی اپیلانٹ کے خلاف جرم زیر دفعہ 10 (3) "جرم زنا (نفاذ حدود) آرڈیننس" (نمبر 7 - 1979ع) کی قرار داد پر کوئی جائز مناسب اعتراض وارد نہیں ہو سکتا - مزید برآں اس جرم کی نوعیت کے مقابلہ میں دس سال قید سخت اور دس تازیانوں کی سزا بھی، جو اسے عدالت ماتحت نے دی ھے - زیادہ گراں بار نہیں ھے -

9 - ان وجوھات کی بنا پر جن کی اوپر تصریح کر دی گئی ھے - یہ اپیل جزوی طور پر کامیاب ہوتی ھے - اپیلانٹ کا دفعہ 16 قانون مزکورہ کے تحت جرم کا مرتکب قرار دیا جانا اور اسکے عوض میں دی گئی سزا منسوخ کئے جاتے ھیں - اور اس جرم سے اسے بری الزمہ قرار دیا جاتا ھے - مگر فاضل عدالت ماتحت کی اپیلانٹ کے خلاف قرار داد نسبت ارتکاب جرم زیر دفعہ 10 (3)

آرڈیننس /-----

آرڈیننس مزکورہ درست قرار دی جا کر اس جرم کے عوض دی گئی سزا بحال رکھی جاتی ھے ۔ اور اس طرح اول الزکر جرم و سزا کی حد تک اپیل منظور کی جا کر موخر الزکر جرم و سزا کے خلاف اپیل مسترد کی جاتی ھے۔

اسلام آباد
13 جون 1981ع

رکن دوئم

Aftab Hussain
صدر عدالت

محمد صدیق
رکن سوئم

Zahoorul Haq
رکن چہارم

رکن پنجم

رکن ششم

رکن ہفتم

29/6/81